***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Religion and Science: Perspectives of Religious Seminary Students

دینی مدارس کے طلباء کے ہاں مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کی تفہیم اور فکری جہات کا تجزیاتی مطالعہ

Hamza Rasheed
MS Islamic Studies Scholar, Department of Islamic Studies,
HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan.
hamzarasheedtaxila@gmail.com

Abstract
This study examines the perspectives of religious seminary students on the relationship between religion and science from an Islamic and analytical perspective. The relationship between religion and science has become an important intellectual issue in the contemporary world, particularly in Muslim societies where traditional religious education interacts with modern scientific thought. The study explores how students of religious seminaries understand the nature of religion and science, their relationship, and the extent to which they perceive them as complementary, independent, or conflicting domains. Using an analytical approach, the study draws upon the Qur'an, Sunnah, Islamic intellectual tradition, and relevant contemporary literature to examine the Islamic concept of knowledge and its attitude toward reason, observation, reflection, and scientific inquiry. It also highlights the Qur'anic emphasis on contemplating the creation of the heavens and the earth and encourages intellectual reflection and the pursuit of knowledge. The study argues that the Islamic perspective does not necessarily regard authentic scientific inquiry and religious belief as contradictory. Rather, revelation, reason, observation, and experience can have distinct yet interconnected roles in the pursuit of knowledge. However, an uncritical identification of every modern scientific theory with Qur'anic verses, as well as an understanding of science as inherently opposed to religion, may lead to intellectual imbalance. The study therefore emphasizes the need for a balanced understanding of religion and science among religious seminary students. The findings suggest that greater exposure to contemporary scientific knowledge, Islamic intellectual history, critical thinking, and interdisciplinary academic dialogue can contribute to developing a more balanced and informed perspective among seminary students. The study recommends strengthening the academic engagement between religious and scientific disciplines so that students can respond to contemporary intellectual challenges with sound reasoning, Islamic scholarship, and a constructive approach to scientific thought.

Keywords: Religion, Science, Religious Seminaries, Seminary Students, Islamic Concept of Knowledge, Scientific Thought, Intellectual Perspectives, Qur'an, Critical Thinking.

تعارف

مذہب اور سائنس کا باہمی تعلق جدید فکری مباحث میں ایک اہم اور حساس موضوع کی حیثیت رکھتا ہے۔ جدید سائنسی ترقی، مغربی علمی روایت کے اثرات اور مسلم معاشروں میں تعلیمی و فکری تبدیلیوں نے اس سوال کو مزید اہم بنا دیا ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء سائنس کو کس زاویے سے دیکھتے ہیں اور مذہب و سائنس کے باہمی تعلق کو کس فکری بنیاد پر سمجھتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں دینی مدارس کے طلباء کے ہاں مذہب اور سائنس کے تعلق کی تفہیم اور اس سے وابستہ فکری جہات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ تحقیق میں مذہب اور سائنس کے مفہوم، اسلامی تصورِ علم، قرآن و سنت کی روشنی میں کائنات اور علم کے تصور، مذہب و سائنس کے باہمی تعلق کے مختلف نظریات اور دینی مدارس کے تعلیمی ماحول کے تناظر کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام علم کو محض مادی تجربے تک محدود نہیں کرتا بلکہ وحی، عقل، مشاہدہ اور تجربہ کو انسانی معرفت کے مختلف ذرائع کے طور پر دیکھتا ہے۔ قرآنِ مجید بارہا انسان کو کائنات، آفاق و انفس، تخلیق اور قدرتِ الٰہی میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اس لیے اسلامی تصورِ علم کی بنیاد مذہب اور حقیقی سائنسی تحقیق کے مابین لازمی تصادم پر نہیں بلکہ علم کے مختلف ذرائع کے باہمی ربط پر قائم ہے۔ تاہم مذہب اور سائنس کے تعلق کے بارے میں طلباء کی فکری تشکیل پر نصابی ماحول، اساتذہ کی علمی تربیت، سائنسی مضامین سے واقفیت، مذہبی تعبیرات اور جدید علمی مباحث سے رابطے جیسے عوامل اثر انداز ہوسکتے ہیں۔ تحقیق اس امر کی طرف بھی متوجہ کرتی ہے کہ مذہب اور سائنس کے تعلق کو محض "تصادم" یا "مکمل یکسانیت" کے دو انتہاؤں میں محدود کرنا علمی طور پر مناسب نہیں۔ قرآن کو ہر جدید سائنسی نظریے کی براہِ راست کتابِ سائنس قرار دینا بھی درست منہج نہیں اور سائنس کو مذہب سے بالکل آزاد اور متعارض نظام سمجھنا بھی اسلامی تصورِ علم سے ہم آہنگ نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس کے طلباء کو اسلامی عقائد و اقدار کے ساتھ جدید سائنسی منہج، مشاہدہ، تجربہ، تنقیدی فکر اور علمی تحقیق سے بھی واقف کرایا جائے، تاکہ ان کے اندر مذہب اور سائنس کے تعلق کے بارے میں متوازن، علمی اور تنقیدی فہم پیدا ہوسکے۔

انسانی تہذیب کی علمی تاریخ میں مذہب اور علم کا تعلق ہمیشہ بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ جدید دور میں سائنس نے انسانی زندگی کے تقریباً ہر شعبے کو متاثر کیا ہے اور کائنات، حیات، طب، ٹیکنالوجی اور انسانی وجود کے بارے میں انسان کے فہم کو وسعت دی ہے۔ دوسری طرف مذہب انسان کو زندگی کے مقصد، اخلاقی اقدار، کائنات کی معنویت اور خالق کے ساتھ تعلق کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس صورتِ حال میں یہ سوال اہم ہو جاتا ہے کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے سے کس نوعیت کا تعلق رکھتے ہیں؟ کیا دونوں باہم متصادم ہیں؟ کیا دونوں الگ الگ دائروں میں کام کرتے ہیں؟ یا ان کے درمیان کسی سطح پر توافق اور تکمیل کا تعلق پایا جاتا ہے؟ مسلم علمی روایت میں یہ سوال نسبتاً مختلف پس منظر رکھتا ہے۔ اسلام نے علم کی تحصیل، غور و فکر، مشاہدۂ کائنات اور عقل کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ قرآنِ مجید بارہا انسان کو کائنات میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہے:

"إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ"[i]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

اسی طرح فرمایا:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ"[ii]

"کہہ دیجیے: زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے مخلوق کی ابتدا کیسے کی۔"

یہ آیات اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ اسلامی فکر میں کائنات پر غور، مشاہدہ اور تحقیق کوئی اجنبی سرگرمی نہیں بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور کرنے کی دعوت کا حصہ ہے۔

دینی مدارس مسلم معاشروں میں مذہبی علوم کے تحفظ اور منتقلی کے اہم مراکز رہے ہیں۔ ان اداروں میں قرآن، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، عربی زبان اور اسلامی فکر جیسے علوم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ تاہم جدید دنیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی بڑھتی ہوئی اہمیت نے اس امر کی ضرورت پیدا کی ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء بھی جدید علمی مباحث اور سائنسی منہج سے واقف ہوں۔ دینی مدارس میں عصری علوم کی شمولیت کے حوالے سے حالیہ مطالعات بھی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جدید علوم سے واقفیت دینی تعلیم کے ساتھ مختلف عملی و فکری فوائد پیدا کر سکتی ہے، اگرچہ اس کے لیے نصابی، ادارہ جاتی اور فکری چیلنجز موجود ہیں۔ پاکستانی تناظر میں مذہب اور سائنس کا تعلق مزید اہم ہو جاتا ہے، کیونکہ یہاں مذہبی تعلیم اور جدید تعلیم کے ادارے نسبتاً الگ تعلیمی ماحول تشکیل دیتے ہیں۔ بعض مطالعات نے پاکستان میں سائنس کی تدریس اور مذہبی تصورات کے باہمی تعلق، بالخصوص نصابی مواد اور طلبہ کی سائنسی تفہیم کے حوالے سے بھی سوالات اٹھائے ہیں۔ اسی پس منظر میں زیرِ نظر مطالعہ دینی مدارس کے طلباء کے ہاں مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کی تفہیم اور اس سے پیدا ہونے والی فکری جہات کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔

مذہب اور سائنس: مفہوم اور باہمی تعلق

مذہب انسان کے اس اعتقادی، اخلاقی اور عملی نظام کو کہا جا سکتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ، کائنات، انسان اور زندگی کے مقصد کے بارے میں بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تناظر میں دین محض چند عبادات یا شخصی اعتقادات کا نام نہیں بلکہ انسان کی انفرادی، اخلاقی اور اجتماعی زندگی کے لیے جامع رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تصور میں علم اور ایمان ایک دوسرے سے متصادم نہیں بلکہ ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ قرآنِ مجید نے اہلِ علم اور اہلِ ایمان دونوں کے درجات کی بلندی کا ذکر کیا:

"يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ"[iii]

"اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم دیے جانے والوں کے درجات بلند فرماتا ہے۔"

2.2 سائنس کا مفہوم

سائنس سے مراد منظم مشاہدے، تجربے، استدلال اور شواہد کے ذریعے فطری دنیا کے بارے میں قابلِ جانچ علم حاصل کرنے کا منہج ہے۔ جدید سائنس کا بنیادی امتیاز اس کا تجرباتی اور قابلِ آزمائش طریقۂ کار ہے۔ یہاں یہ فرق ضروری ہے کہ سائنس بطور منہج اور سائنسی نظریات ایک ہی چیز نہیں۔ سائنسی منہج مشاہدہ اور تجربے پر قائم ہے، جبکہ مخصوص سائنسی نظریات شواہد کی بنیاد پر تشکیل پاتے اور وقت کے ساتھ نظرِ ثانی کے مراحل سے گزرتے ہیں۔ یہی فرق مذہب اور سائنس کے تعلق پر علمی گفتگو میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

اسلامی تصورِ علم اور سائنس

اسلامی تصورِ علم میں علم کا دائرہ صرف محسوس اور مادی دنیا تک محدود نہیں۔ وحی انسان کو ان حقائق سے آگاہ کرتی ہے جو محض تجرباتی طریقے سے دریافت نہیں کیے جا سکتے، جبکہ عقل، مشاہدہ اور تجربہ کائنات کے محسوس مظاہر کے فہم میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔[iv]

قرآنِ مجید کی پہلی وحی ہی علم اور قراءت کے تصور سے شروع ہوتی ہے:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ"[v]

"پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔"

یہاں علم کو رب کی معرفت اور تخلیق کے تصور سے جوڑا گیا ہے۔

اسلامی تصورِ علم میں ایک طرف وحی قطعی اور الٰہی مصدر ہے، جبکہ دوسری طرف کائنات کا مشاہدہ بھی اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ قرآنِ مجید نے کائنات کو بارہا **آیات** سے تعبیر کیا ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کے لیے سائنسی تحقیق اگر صحیح منہج کے ساتھ کی جائے تو وہ کائنات کے نظم اور قوانین کو سمجھنے کی ایک علمی کوشش ہو سکتی ہے۔[vi]

مذہب اور سائنس کے تعلق کے اہم فکری تصورات

مذہب اور سائنس کے تعلق کو سمجھنے کے لیے چند بنیادی فکری زاویوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

تصادم کا تصور

اس نظریے کے مطابق مذہب اور سائنس بنیادی طور پر متعارض نظام ہیں۔ سائنس تجربہ اور مشاہدے پر قائم ہے، جبکہ مذہب وحی اور اعتقاد پر؛ لہٰذا دونوں کے مابین تصادم ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔ یہ تصور جدید مغربی تاریخ کے بعض مخصوص حالات سے پیدا ہوا، لیکن اسے تمام مذہبی روایات اور بالخصوص اسلامی علمی روایت پر بلاواسطہ منطبق کرنا درست نہیں۔[vii]

استقلال کا تصور

اس نقطۂ نظر کے مطابق مذہب اور سائنس انسانی زندگی کے الگ الگ سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ سائنس کائنات کے مادی اور تجرباتی پہلوؤں کا مطالعہ کرتی ہے جبکہ مذہب معنی، اخلاق، مقصد اور ماورائی حقیقتوں سے بحث کرتا ہے۔ یہ تصور بعض اختلافات کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے، تاہم اسلامی تصورِ علم کی جامعیت کے اعتبار سے اسے مکمل فریم ورک قرار دینا بھی مناسب نہیں۔

توافق اور تکامل کا تصور

اسلامی تناظر میں زیادہ متوازن نقطۂ نظر یہ ہے کہ صحیح وحی اور درست سائنسی علم میں حقیقی تضاد نہیں ہو سکتا، کیونکہ کائنات بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اور وحی بھی اسی کی طرف سے ہے۔ البتہ یہاں "توافق" سے مراد یہ نہیں کہ قرآنِ مجید کو جدید سائنسی نظریات کی نصابی کتاب بنا دیا جائے، بلکہ یہ ہے کہ قرآن انسان کو کائنات میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے جبکہ سائنس کائناتی مظاہر کے تجرباتی مطالعے کا منہج فراہم کرتی ہے۔ جنوبی ایشیا کے علمی تناظر میں مسلم مفکرین نے جدید سائنس کے ساتھ اسلامی فکر کے تعلق کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے؛ بعض نے ہم آہنگی، بعض نے تنقیدی تطبیق اور بعض نے علم و تہذیب کی از سرِ نو تشکیل کے زاویے اختیار کیے ہیں۔ حالیہ تحقیقی مطالعات بھی ان مختلف approaches کو جدید مسلم فکری تاریخ کے اہم مباحث کے طور پر سامنے لاتے ہیں۔

دینی مدارس اور مذہب و سائنس کی تفہیم

دینی مدارس کا بنیادی مقصد اسلامی علوم کی تعلیم و حفاظت ہے۔ قرآن، حدیث، فقہ، اصول اور عربی علوم پر مبنی نصاب طلباء کو اسلامی علمی روایت سے جوڑتا ہے۔ تاہم موجودہ دور میں طلباء جس معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں، وہ سائنسی اور تکنیکی ترقی سے گہرا متاثر ہے۔ اس لیے دینی مدارس کے طالب علم کے لیے سائنس سے مکمل عدم واقفیت فکری سطح پر مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ مذہب اور سائنس کے تعلق کے بارے میں اس کی رائے اس بات سے متاثر ہو سکتی ہے کہ اسے جدید علوم کس انداز سے متعارف کرائے گئے ہیں۔ دینی مدارس کے طلباء میں مذہب اور سائنس کے تعلق کی تفہیم کے لیے بالخصوص درج ذیل عوامل اہم ہیں:

- سائنسی علوم سے واقفیت
- اساتذہ کا علمی و فکری مزاج
- جدید علمی مباحث سے رابطہ

- مذہب اور سائنس کے تاریخی تعلق کا علم
- اسلامی تصورِ علم سے واقفیت
- قرآن و سائنس کے تعلق کے بارے میں تدریسی منہج
- سائنسی نظریات اور سائنسی منہج کے درمیان فرق کی تفہیم
- تنقیدی اور تحقیقی فکر کی تربیت

دینی مدارس کے طلباء میں مذہب اور سائنس کے تعلق کی فکری جہات

مذہب اور سائنس میں عدمِ تعارض کا رجحان

ایک متوازن اسلامی فکری رجحان یہ ہو سکتا ہے کہ طالب علم مذہب اور سائنس کو بنیادی طور پر متعارض نہ سمجھے۔ اس تصور کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی کا بھی خالق و نازل کرنے والا ہے اور کائنات کا بھی خالق ہے۔ اس لیے اگر کوئی سائنسی حقیقت مضبوط تجرباتی شواہد سے ثابت ہو تو مسلمان طالب علم کے لیے مناسب علمی طریقہ یہ ہے کہ وہ قرآن کی قطعی نصوص اور سائنسی حقیقت کے درمیان بظاہر پیدا ہونے والے تعارض کو علمی طریقے سے سمجھے، نہ کہ فوراً کسی ایک کو رد کر دے۔[viii]

سائنس کو انسانی کوشش سمجھنے کا رجحان

اسلامی فکر میں سائنس کو انسانی تحقیق کا نتیجہ سمجھنا بھی اہم ہے۔ سائنس کا منہج مشاہدہ، تجربہ اور استدلال پر قائم ہے، اس لیے سائنسی نتائج میں نظر ثانی اور ارتقا کا امکان موجود رہتا ہے۔ اس پہلو کی تفہیم طلباء کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ سائنسی نظریے کو وحی کے مساوی قطعی علم سمجھنا بھی درست نہیں اور ہر سائنسی علم کو محض مغربی یا غیر اسلامی علم سمجھ کر رد کرنا بھی مناسب نہیں۔

قرآن کو ہر سائنسی دریافت کی کتاب سمجھنے کا رجحان

بعض مسلم حلقوں میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ جدید سائنس کی ہر دریافت قرآنِ مجید میں پہلے سے موجود ہے۔ اس تصور میں قرآن کی عظمت اور سائنسی دریافتوں کے درمیان تعلق قائم کرنے کی نیت مثبت ہو سکتی ہے، تاہم علمی طور پر اس میں احتیاط ضروری ہے۔ قرآن کا بنیادی مقصد انسان کو ہدایت فراہم کرنا ہے، نہ کہ فزکس، کیمسٹری یا حیاتیات کی درسی کتاب فراہم کرنا۔ قرآن میں کائنات کے متعلق اشارات ضرور موجود ہیں، لیکن ہر جدید نظریے کو کسی آیت سے ثابت کرنا تفسیری اور سائنسی دونوں اعتبار سے مسائل پیدا کر سکتا ہے۔[ix]

مغربی سائنس اور اسلامی تہذیب کے تعلق کا رجحان

بعض طلباء سائنس کو مغربی تہذیب کے ساتھ اس قدر وابستہ سمجھ سکتے ہیں کہ سائنسی فکر کو مغربی ثقافتی اثرات کے مترادف قرار دیں۔ اس تصور کی اصلاح کے لیے مسلم علمی تاریخ کا مطالعہ ضروری ہے، کیونکہ مسلم تہذیب میں طب، ریاضی، فلکیات، بصریات اور دیگر علوم میں نمایاں علمی خدمات انجام دی گئی ہیں۔[x]

سائنسی فکر اور دینی اقدار کے امتزاج کا رجحان

ایک مثبت فکری جہت یہ ہے کہ طالب علم سائنسی تحقیق کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے اخلاقی استعمال کے لیے اسلامی اقدار کو ضروری سمجھے۔ مثلاً طب، مصنوعی ذہانت، حیاتیاتی تحقیق، جوہری ٹیکنالوجی اور ماحولیاتی علوم میں سوال صرف یہ نہیں کہ "کیا ممکن ہے؟" بلکہ یہ بھی ہے کہ "کیا اخلاقاً درست ہے؟" یہاں مذہب سائنسی تحقیق کا متبادل نہیں بنتا بلکہ انسانی عمل کے اخلاقی مقاصد اور حدود کے تعین میں رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

قرآنِ مجید میں غور و فکر، مشاہدہ اور تحقیق

قرآنِ مجید کا اسلوب انسان کو کائنات میں غور کرنے پر ابھارتا ہے۔ آسمان و زمین، رات اور دن، بارش، نباتات، انسان کی تخلیق اور حیوانات کے بارے میں متعدد آیات انسان کو مشاہدۂ کائنات کی دعوت دیتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ، وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۔ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ، وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ"[xi]

"کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے؟ اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسے بلند کیا گیا؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے نصب کیے گئے؟ اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے بچھائی گئی؟"

ان آیات کا بنیادی مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تخلیق کی نشانیوں پر غور کی دعوت دینا ہے۔ یہی غور و فکر علمی تحقیق کے لیے ایک فکری محرک بن سکتا ہے۔[xii] اسی طرح قرآن کہتا ہے:

"وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ، وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ"[xiii]

"اور زمین میں یقین رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں، اور خود تمہارے اندر بھی، کیا تم دیکھتے نہیں؟"

یہ آیات کائنات اور انسان دونوں کو غور و فکر کا موضوع بناتی ہیں۔

دینی مدارس کے طلباء کے لیے مذہب اور سائنس کے تعلق کی متوازن تفہیم

مذہب اور سائنس کے تعلق کی درست تفہیم کے لیے چند اصول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

اول: وحی اور تجرباتی علم کے دائرۂ کار کو سمجھنا

وحی انسان کو ان حقائق سے آگاہ کرتی ہے جو انسانی تجربے سے ماوراء ہیں، جبکہ سائنس محسوس اور قابلِ مشاہدہ دنیا کے قوانین کا مطالعہ کرتی ہے۔ دونوں کے دائرۂ کار میں فرق کو سمجھنا بہت سے غیر ضروری تنازعات کو ختم کر سکتا ہے۔

دوم: قطعی اور ظنی علم میں فرق

اسلامی علمی روایت میں قطعی نص اور ظنی فہم کے درمیان فرق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سائنسی علم میں بھی مضبوط شواہد اور عارضی نظریات کے درمیان فرق موجود ہے۔ اس لیے دونوں شعبوں کے علمی درجات کو سمجھنا ضروری ہے۔

سوم: قرآن کو سائنسی نظریات کا تابع نہ بنانا

قرآنِ مجید ہدایت کی کتاب ہے۔ سائنسی نظریات کی تبدیلی کے ساتھ قرآنی مفہوم کو مسلسل تبدیل کرنا مناسب علمی منہج نہیں۔

چہارم: سائنس کو مذہب دشمن سمجھنے سے گریز

سائنسی منہج بذاتِ خود مذہب دشمن نہیں۔ سائنسی تحقیق کائنات کے طبعی قوانین کا مطالعہ کرتی ہے۔ مذہب اس تحقیق کے اخلاقی اور معنوی پہلوؤں سے متعلق رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

پنجم: تنقیدی فکر کی تربیت

طلباء کو صرف کسی نتیجے کو قبول کرنے کے بجائے دلیل، شواہد، منہج اور علمی استدلال کو سمجھنے کی تربیت دی جانی چاہیے۔

پاکستانی تعلیمی تناظر میں مذہب اور سائنس

پاکستان میں مذہب اور سائنس کے تعلق کا مسئلہ صرف نظریاتی نہیں بلکہ تعلیمی بھی ہے۔ نصاب، تدریسی طریقہ، اساتذہ کی تربیت اور طلباء کا علمی ماحول اس تعلق کی تشکیل میں کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستانی تناظر میں ایک مطالعے نے سائنس کی نصابی کتب میں قرآنی مواد کے استعمال اور اس

کے نتیجے میں طلباء کی سائنس کے بارے میں تفہیم کا جائزہ لیتے ہوئے یہ سوال اٹھایا ہے کہ مذہبی مواد کو سائنسی تعلیم میں کس طرح شامل کیا جائے تا کہ علمی و تنقیدی صلاحیت متاثر نہ ہو۔ یہاں بنیادی مسئلہ مذہبی مواد کا شامل ہونا نہیں بلکہ اس کی علمی تعبیر اور تدریسی منہج ہے۔اگر قرآنی آیات طلباء کو کائنات میں غور، تحقیق اور علمی جستجو کی ترغیب دیں تو یہ ایک مثبت پہلو ہے[xiv]۔لیکن اگر ہر سائنسی نظریے کو زبردستی کسی آیت کے ساتھ منطبق کیا جائے یا سائنس کو صرف مذہبی تصدیق کا ذریعہ بنا دیا جائے تو طلباء کے اندر سائنسی منہج کی صحیح تفہیم متاثر ہو سکتی ہے۔اسی طرح دینی مدارس کے طلباء کو سائنس سے مکمل طور پر بے نیاز رکھنا بھی موجودہ علمی ماحول میں مناسب نہیں۔حالیہ مطالعات میں اسلامی تعلیمی اداروں میں سائنس اور قرآن کے باہمی ربط پر مبنی تدریسی مواد کے امکانات بھی زیرِ بحث آئے ہیں۔[xv]

دینی مدارس میں مذہب اور سائنس کے تعلق کی تعلیم کے اہم چیلنجز

نصابی محدودیت

بہت سے دینی تعلیمی پروگراموں میں جدید سائنسی علوم کو وہ جگہ حاصل نہیں جو موجودہ دور کے تقاضوں کے لیے ضروری ہے۔اس کے نتیجے میں طلباء سائنس کے بنیادی مناہج اور اصطلاحات سے کم واقف ہو سکتے ہیں۔

اساتذہ کی تربیت

مذہب اور سائنس کے تعلق کی تدریس کے لیے ایسے اساتذہ کی ضرورت ہے جو اسلامی علوم کے ساتھ جدید سائنسی فکر سے بھی بنیادی واقفیت رکھتے ہوں۔

سائنسی منہج سے عدم واقفیت

سائنس کو صرف چند سائنسی معلومات کا مجموعہ سمجھنے کے بجائے اسے مشاہدے، تجربے، مفروضے، استدلال اور شواہد پر مبنی منہج کے طور پر سمجھنا ضروری ہے۔

افراط و تفریط

دو انتہائیں خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں:

- سائنس کو مذہب کا مخالف سمجھنا؛
- ہر جدید سائنسی نظریے کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔

ایک متوازن علمی منہج ان دونوں انتہاؤں سے بچنے کا تقاضا کرتا ہے۔

اصلاحی و عملی تجاویز

دینی نصاب میں بنیادی سائنسی آگہی

دینی مدارس کے طلباء کے لیے بنیادی طبیعی، حیاتیاتی اور سماجی علوم کی مناسب تعلیم کا اہتمام کیا جائے تا کہ وہ جدید علمی مباحث کو سمجھ سکیں۔

اسلامی تصورِ علم کی باقاعدہ تدریس

طلباء کو یہ سمجھایا جائے کہ اسلام میں علم کا تصور وسیع ہے اور وحی، عقل، مشاہدہ اور تجربہ اپنے اپنے دائرے میں اہمیت رکھتے ہیں۔

مذہب و سائنس کے تعلق پر مستقل کورس

دینی مدارس کے اعلیٰ درجات میں "اسلام اور جدید سائنس" یا "مذہب و سائنس کا تقابلی مطالعہ" کے عنوان سے مستقل مضمون متعارف کرایا جا سکتا ہے۔

مسلم سائنسی روایت سے آگاہی

طلباء کو ابن الہیثم، الخوارزمی، ابن سینا، البیرونی اور دیگر مسلم اہلِ علم کی علمی خدمات سے متعارف کرایا جائے، تاکہ یہ تصور ختم ہو کہ سائنس صرف جدید مغرب کی پیداوار ہے۔

تنقیدی فکر کو فروغ دینا

طلباء کو سوال کرنے، دلیل طلب کرنے، شواہد کا جائزہ لینے اور مختلف آراء کا علمی تقابل کرنے کی تربیت دی جائے۔

قرآن اور سائنس کے تعلق میں اعتدال

قرآنی آیات میں موجود کائناتی اشارات کا مطالعہ کیا جائے، لیکن قرآنِ مجید کو جدید سائنس کی درسی کتاب بنانے یا متغیر سائنسی نظریات کو قرآن کی قطعی تفسیر قرار دینے سے اجتناب کیا جائے۔ نیز دینی مدارس اور جامعات کے درمیان علمی روابط قائم کیے جائیں تاکہ علماء اور سائنس کے ماہرین باہمی مکالمے کے ذریعے مذہب اور سائنس کے اہم مسائل پر گفتگو کر سکیں۔[xvi]

نتائج تحقیق

اس مطالعے سے درج ذیل اہم نتائج سامنے آتے ہیں:

1. اسلام میں علم اور ایمان کے درمیان بنیادی نوعیت کا تضاد نہیں بلکہ دونوں انسانی معرفت اور ہدایت کے اہم پہلو ہیں۔
2. قرآنِ مجید انسان کو کائنات، انسان اور قدرتِ الٰہی کی نشانیوں میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، جس سے علمی تحقیق اور مشاہدے کے لیے ایک مضبوط فکری بنیاد فراہم ہوتی ہے۔
3. مذہب اور سائنس کے تعلق کو صرف "تصادم" کے نظریے میں محدود کرنا اسلامی علمی روایت کی مکمل ترجمانی نہیں کرتا۔
4. قرآنِ مجید کو جدید سائنسی نظریات کی درسی کتاب سمجھنا بھی علمی طور پر درست نہیں؛ قرآن کا بنیادی مقصد ہدایت اور انسانی زندگی کی رہنمائی ہے۔
5. دینی مدارس کے طلباء میں مذہب اور سائنس کے تعلق کی تفہیم ان کے نصابی ماحول، سائنسی تعلیم، اساتذہ کی فکری تربیت اور جدید علمی مباحث سے رابطے سے متاثر ہو سکتی ہے۔
6. مذہب اور سائنس کے تعلق کے بارے میں دو انتہائیں—سائنس دشمنی اور غیر محتاط سائنسی تطبیق—دونوں علمی مسائل پیدا کر سکتی ہیں۔
7. دینی مدارس میں سائنسی منہج، تنقیدی فکر اور جدید علوم سے بنیادی واقفیت پیدا کرنا مذہبی شناخت کے منافی نہیں بلکہ موجودہ علمی ماحول میں اس شناخت کو زیادہ مؤثر بنانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔
8. مذہب اور سائنس کے درمیان ایک متوازن تعلق کی تفہیم کے لیے وحی، عقل، مشاہدہ اور تجربہ کے دائرۂ کار کو سمجھنا ضروری ہے۔

سفارشات

1. دینی مدارس کے اعلیٰ درجات میں مذہب و سائنس کے تعلق پر باقاعدہ نصاب متعارف کرایا جائے۔
2. دینی مدارس کے اساتذہ کے لیے جدید سائنسی علوم اور معاصر فکری مباحث پر تربیتی پروگرام منعقد کیے جائیں۔
3. طلباء میں سائنسی منہج اور تنقیدی فکر کی تربیت کو دینی تعلیم کے ساتھ مربوط کیا جائے۔

4. قرآن و سائنس کے تعلق پر گفتگو کرتے ہوئے علمی احتیاط اختیار کی جائے اور غیر ثابت شدہ سائنسی نظریات کو قرآنی حقائق کے طور پر پیش کرنے سے اجتناب کیا جائے۔
5. مسلم سائنسی روایت کو دینی مدارس کے طلباء کے لیے خصوصی طور پر متعارف کرایا جائے۔
6. دینی مدارس اور جدید جامعات کے درمیان علمی و تحقیقی روابط کو فروغ دیا جائے۔
7. مذہب اور سائنس کے تعلق کو تصادم کے بجائے علمی مکالمے، تکامل اور مختلف دائرۂ کار کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے۔
8. طلباء کو یہ تربیت دی جائے کہ وہ جدید سائنسی دعووں کو بھی دلیل، شواہد اور علمی منہج کی بنیاد پر پرکھیں اور مذہبی نصوص کو بھی ان کے درست علمی و تفسیری سیاق میں سمجھیں۔

خاتمہ

مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کا مسئلہ محض نظری بحث نہیں بلکہ موجودہ مسلم معاشروں کی علمی اور تعلیمی تشکیل سے براہِ راست متعلق ہے۔ دینی مدارس کے طلباء چونکہ اسلامی علوم کے اہم طالب علم ہوتے ہیں، اس لیے ان کے ہاں سائنس اور مذہب کے تعلق کی تفہیم مستقبل کے مذہبی و فکری ماحول پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اسلامی تصورِ علم کی روشنی میں مذہب اور حقیقی سائنسی تحقیق کو ایک دوسرے کا لازمی دشمن قرار دینا درست نہیں۔ قرآنِ مجید انسان کو کائنات میں غور، تدبر، مشاہدہ اور فکر کی دعوت دیتا ہے، جبکہ وحی انسان کو ان بنیادی حقائق، اقدار اور مقاصد سے آگاہ کرتی ہے جو محض تجرباتی طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ایک متوازن اسلامی علمی منہج میں وحی، عقل، مشاہدہ اور تجربہ اپنے اپنے دائرے میں اہمیت رکھتے ہیں۔ دینی مدارس کے طلباء کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ نہ تو سائنس کو مذہب دشمن تصور کریں اور نہ ہر جدید سائنسی نظریے کو قرآنِ مجید سے براہِ راست ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے بجائے انہیں سائنسی منہج، اسلامی تصورِ علم، مسلم علمی روایت اور جدید فکری مباحث سے واقف کرایا جائے۔ اس طرزِ تعلیم سے ایسے علماء اور مفکرین کی تشکیل ممکن ہو سکتی ہے جو اسلامی علمی روایت سے مضبوط وابستگی رکھتے ہوئے جدید دنیا کے علمی سوالات کا دلیل، تحقیق، تنقیدی فکر اور متوازن اسلامی بصیرت کے ساتھ جواب دے سکیں۔ یوں مذہب اور سائنس کا مسئلہ دینی مدارس کے طلباء کے لیے کسی فکری تصادم کا عنوان بننے کے بجائے علمی مکالمے، فکری وسعت، تحقیقی شعور اور اسلامی علمی روایت کی تجدید کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

مصادر و مراجع:

[i] آل عمران:190:3

[ii] العنکبوت:20:29

[iii] المجادلہ:11:58

[iv] محمد اقبال، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 2010)، 8–15

[v] العلق:1:96

[vi] عبدالباری ندوی، مذہب اور سائنس (لاہور: مکتبہ معارفِ اسلامیہ، 1988)، 91

[vii] سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلام اور جدید ذہن، (لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 2008)، 33–50

[viii] محمد عبدالتواب حامد، قرآن کریم کا سائنسی اعجاز (مکتبہ اسلامک بک فاؤنڈیشن، 2011ء)، ص45

[ix] ہارون یحیٰ، قرآن رہنمائے سائنس (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2005)، ص35

[x] سید حسین نصر، اسلام اور جدید سائنس، ترجمہ (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1991)، ص62–65۔

[xi] الغاشیہ:88:20

[xii] ذاکر نائک، قرآن اور جدید سائنس: موافق یا نہ موافق (الصفہ دار النشر، 2006ء)، ص215

[xiii] الذاریات:51:20

[xiv] فضل الرحمن، اسلام اور جدیدیت (لاہور: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، 1986)، ص74–78

[xv] سید حسین نصر، اسلامی فکر اور جدید سائنس (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 2005ء)، ص64

[xvi] محمد اسد، اسلامی فکر کی تشکیل، ترجمہ (لاہور: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، 2003)، ص45–47